مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

(لوگو) محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب پیغمبروں کے ختم کرنے والے ہیں

الحمد للہ والمنّۃ کتاب لاجواب مسمّی بہ

دلائلِ ختمِ نبوّت

(جس میں)

قرآن مجید۔ احادیث شریف اور دیگر مقدس کتب آسمانی توریت۔ زبور۔ انجیل۔ نیز غیر مسلم اصحاب کے اقوال۔ اور متعدد عقلی دلائل سے مدلّل طور پر نہایت عمدگی اور تحقیق کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت سرور کائنات محمد مصطفےٰ علیہ افضل الصلوٰت واکمل التحیاتؐ خاتم النبیّین ہیں۔ اور مذہب اسلام بہترین و مکمل مذہب ہے

(مصنّفہٗ) جناب قبلہ فاضل قادری

فاضلِ ادیب و جامع معقول و منقول حامیٔ دینِ متین ابو الفضائل علّامہ محمد حسام الدین صاحب

واعظ حیدرآبادی متّع اللہ المسلمین بطول بقائہٖ

باہتمام خادم العلماء حکیم سید ابراہیم حسامی غفر اللہ ذنوبہٗ

بماہ ربیع الآخر ۱۳۵۰ھ اعظم اسٹیم پریس چارمینار میں چھپ کر شائع ہوئی



الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمدٍ خاتم النبیین
وعلیٰ آلہ الطاہرین واصحابہ الراشدین المہدیین

دلائلِ نقلیہ

از قرآن واحادیث ودیگر کتب سماویہ وغیرہ

قرآن مجید کو کلامِ الٰہی اور حکم محکم۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر صادق اور آپ کے فرمان کو حکم ناطق ماننے والوں کے نزدیک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بوجہ اتم ثابت ہے۔ مزید توضیح کے لئے ہم قرآن مجید کی ایک دو آیتیں اور چند احادیث ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

دلیل (۱) قرآن مجید اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (سورہ احزاب پارہ ۲۲)۔

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب پیغمبروں کے آخر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے

اس آیت شریف میں خاتم النبیین کے معنی از روئے لغت و محاورۂ عرب آخر النبیین کے

ہیں چنانچہ قاموس اور اس کی شرح تاج العروس میں ہے الخاتم من کل شیٔ عاقبتہ واخرہ والخاتم اخر القوم کالخاتم ومنہ قولہ تعالیٰ وخاتم النبیین ای اخرھم یعنی ہر چیز کے آخر وانجام کو خاتم کہتے ہیں اسی طرح خاتم القوم کے معنی آخر القوم کے ہیں اور خاتَم مثل خاتِم کے ہے اور قرآن مجید میں جو خاتم النبیین ہے اس کے معنی آخر النبیین کے ہیں (انتہیٰ) دیگر معتبر لغات مثلاً لسان العرب ۔ صراح ۔ صحاح وغیرہ میں بھی یہی معنے مذکور ہیں

تفسیر خازن میں ہے (خاتم النبیین) ختم اللہ بہ النبوۃ فلا نبوۃ بعدہ یعنی خاتم النبیین سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبوت کو ختم فرما دیا پس آپ کے بعد نبوت نہیں ہے ۔ وکان اللہ بکل شیٔ علیما ای دخل فی علمہ انہ لا نبی بعدہ فان قلت قد صح ان عیسیٰ علیہ السلام ینزل فی اخر الزمان بعدہ وھو نبی قلت ان عیسیٰ علیہ السلام من نبی قبلہ وحین ینزل فی اخر الزمان ینزل عاملاً بشریعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم و مصلیا الی قبلتہ کانہ بعض امتہ یعنی وکان اللہ بکل شیٔ علیماً کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا ۔ اگر یہ اعتراض ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آپ کے بعد آخر زمانے میں آسمان سے نازل ہونا صحیح طور پر ثابت ہے حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں اور نبی تو آپ کے بعد نہیں ہو سکتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ عیسیٰ ان میں سے ہیں جنھیں آپ سے قبل ہی نبوت مل چکی ہے ۔ اور جب آخر زمانے میں آپ نزول فرمائیں گے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کریں گے اور آپ ہی کے قبلے کی طرف نماز ادا کریں گے گویا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے اُمتیوں میں سے ایک امتی ہوں گے (انتہیٰ)

دیگر معتبر تفاسیر مثلاً کشاف ۔ بیضاوی ۔ مدارک ۔ تفسیر کبیر ۔ جلالین میں بھی اس آیت کا یہی مطلب بیان کیا گیا ہے جس کا دل چاہے مطالعہ کرلے ۔

دلیل (۲) احادیث شریف

متعدد احادیث سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا قطعی طور پر ثابت ہے۔

حدیث (۱) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خُتِمَ بِیَ الرُّسُل یعنی میں سب رسولوں کے آخر میں ہوں (بخاری و مسلم باب خاتم النبیین)

(۲) اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ میں خاتم الانبیا ہوں۔ متفق علیہ

(۳) اَنَا الْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا (متفق علیہ مشکوٰۃ شریف)

(۴) اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ (ابن ماجہ) میں تمام پیغمبروں کے آخر میں ہوں اور تم سب امتوں کے آخر میں ہو۔

(۵) سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ کُلُّهُمْ یَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِیُّ اللّٰهِ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (ابوداؤد و ترمذی مشکوٰۃ شریف) عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے دجال ظاہر ہوں گے ہر ایک ان میں کا خیال کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا (انتہیٰ)

متذکرہ آیت شریف و احادیث سے ظاہر ہے کہ رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور آپ کی اُمت میں جھوٹے مدعیانِ نبوت بھی پیدا ہوں گے نیز حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ میں لا نفی جنس کا اور نبی لفظ نکرہ ہے اس لئے ہر قسم کے نبی کی نفی ہو گئی اور ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریعی و غیر تشریعی ظلی و بروزی اُمتی و غیر اُمتی غرض کسی طرح کا پیغمبر نہیں ہو سکتا بلکہ جو شخص دعویٰ نبوت کرے گا وہ جھوٹا ہے کوئی اُمتی خواہ کتنا ہی فنا فی الرسول ہو جائے کتنا ہی بلند پایہ ہو ہرگز نبی نہیں ہو سکتا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے) فرما کر مطلب کو واضح کر دیا۔ یہ کبھی نہیں فرمایا کہ ظلی نبی یا رسول کا ہونا میرے بعد ممکن ہے

آخری پیغمبر ہونا فضیلت ہے

یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیغمبر کا نہ ہونا یا آپ کی امت میں سے کسی کو پیغمبری نہ ملنا آپ کی عظمت وشان میں کمی کا باعث ہے اس لئے کہ خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاتم النبیین ہونے کو فضائل میں شمار فرمایا ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَ اُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَھُوْرًا وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ (رواہ مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دوسرے پیغمبروں پر چھ چیزوں کی وجہ سے فضیلت دیا گیا ہوں (۱) مجکو جوامع الکلم کا شرف بخشا گیا۔ (۲) مجکو دشمن پر رعب کے ساتھ فتح نصیب ہوئی۔ (۳) میرے واسطے غنیمت کے مال حلال ہوئے (۴) تمام زمین میرے لئے پاک کرنے والی اور سجدہ گاہ بنائی گئی (۵) میں تمام خلقت کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔ (۶) اور سب نبیوں سے آخر میں آیا ہوں مسلم اس کے راوی ہیں (انتہیٰ)

جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر الانبیا ہونے کو فضیلت قرار دیا ہے تو کسی کو کیا حق ہے کہ اس کو نقص ٹھہرائے اور خواہ مخواہ نبوت کے سلسلے کو جاری رکھنے یا کسی ایک کی پیغمبری تسلیم کرنے کے لئے لاطائل دلائل پیش کرے۔

آپ کے بعد پیغمبر نہ ہونے میں مصلحتیں

اس کے سوا آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہونے میں کئی مصلحتیں ہیں (۱) آپ سب نبیوں سے افضل ہیں اور آپ کی شریعت کمل ہے (جس طرح آگے تفصیل سے بیان کیا جائیگا) پس کامل شریعت کے ہوتے ناقص شریعت کی یا کامل نبی کے ہوتے ناقص پیغمبر کی کیا ضرورت ہے

کوئیں جھانکا کروں کنعاں کے تو سودا ہی مجھے　　طور پر جاؤں تو ناحق کا بھٹکنا ہی مجھے
خبط ہے گر سر احباب زمسیحا ہے مجھے　　سچ تو یہ ہے کہ ترے گھر میں کمی کیا ہی مجھے

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
انچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے آپ کو اشرف الانبیاء قرار دیا اگر آپ کے بعد دوسرا نبی کوئی ہوتا
تو لوگ اس کے امتی کہلاتے اس کو اپنا شفیع سمجھتے اس کی فرمانبرداری لازمی خیال کرتے
اور کثرت محبت کی وجہ اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر تسلیم کرتے اور ان کے یہ افعال
آپ کی تنقیص کا سبب ہوتے اور یہ بات خدا تعالیٰ کے فرمان وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ
کے خلاف ہوتی ۔ (اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا آوازہ بلند کیا)

(۳) اگر پیغمبری جاری رہتی تو یہ تو نہ ہوتا کہ ہر آنے والے پیغمبر پر سب کے سب ایمان لاتے
بالضرور بعض اقرار کرنے والے ہوتے اور بعض منکر اور اس وجہ سے امت مرحومہ میں ایک
رخنہ پڑ جاتا اور ہزاروں اشخاص دائمی طور پر دوزخی ہو جاتے رحمت عالم کی امت کا دوزخی
ہونا خدائے ارحم الراحمین کو پسند نہ تھا۔ اس لئے آپ پر نبوت اس نے ختم فرما دی۔

(۴) دو استادوں کے شاگردوں میں دو مرشدوں کے مریدوں میں دو پیغمبروں کی امتوں
میں ضرور کچھ نہ کچھ اختلاف رہا کرتا ہے۔ چنانچہ یہود و نصاریٰ میں یا ان ہر دو اور مسلمانوں میں
یا دیگر مختلف مذہب والوں میں جو اختلاف ہے وہ ظاہر ہے اگر نبوت ختم نہ ہوتی اور مختلف
پیغمبر آتے رہتے یا ایک پیغمبر بھی ہوتا تو امت محمدی میں سخت اختلاف اور فتنہ و فساد پیدا
ہو جاتا باوجود ختم نبوت فرعی امور ہی میں جو اختلاف ہے اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ
مختلف پیغمبروں کی امتیں کہلانے سے کیا کچھ فساد برپا نہ ہوتا۔

(۵) علمائے کرام کے فضائل صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں اور ان کو خدائے تعالیٰ
نے وہ بزرگی عطا کی ہے کہ جو کام بنی اسرائیل کے پیغمبروں نے کیا ہے وہ علمائے امت مرحومہ
کریں گے جس سے ثابت ہے کہ اب کسی پیغمبر کی ضرورت نہ رہی۔

اسلام مکمل دین ہے	اگر آیۂ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (پارہ ۶ سورہ مائدہ)	اب ہم تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کر چکے اور اپنی نعمتوں کو بھی تم پر تمام کر دیا اور تمہارے لئے اسی دین اسلام کو پسند فرمایا۔

کے جامع مضمون پر غور کیجائے تو کھلے الفاظ میں ختم نبوت کا ثبوت مل سکتا ہے کیونکہ جب دین کی تکمیل اور نعمتوں کا اتمام ہو چکا اور اسلام حکیم مطلق کا پسندیدہ مذہب ٹھہرا تو اب کسی جدید مذہب کی ضرورت باقی رہی نہ صاحب مذہب کی بلکہ دین اسلام دین مکمل و خاتم ادیان ٹھہرا اور بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کامل ترین پیغمبران و نبی آخر الزمان ثابت ہو چکے۔

اب ہمارے مخاطب وہ صاحبین ہیں جو قرآن پاک کو خدائے تعالیٰ کا کلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر آخر الزمان تسلیم نہیں کرتے یا قرآن مجید پر ایمان لانے کے باوجود آپ پر نبوت ختم ہونے کے قائل نہیں ہیں۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا ثبوت دیگر مذاہب کی آسمانی کتابوں اور بزرگان مذہب اور غیر مسلم اہل علم کے اقوال سے بھی ملتا ہے۔ کاش تمام آسمانی کتب ابتدائے نزول سے آج تک قرآن مجید کی طرح تلف ومفقود ہونے سے محفوظ اور تحریف و تبدیل سے مامون رہتیں تو ہمیں اس سے کہیں زیادہ ثبوت بہم پہنچتا اور اپنے دعوے کے واضح دلائل مل جاتے تاہم خدائے تعالیٰ کا فضل اور اسلام کی حقانیت کی یہ بھی ایک نشانی ہے کہ تحریف شدہ کتب سے بھی ہمارا مقصد ایک حد تک اچھی طرح پورا ہو سکتا ہے ملاحظہ ہو

دلیل (۴) توریت | توریت کتاب استثنار باب ۱۸ (خدا نے موسیٰ سے کہا) میں ان (بنی اسرائیل) کے لئے انکے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا اپنا کلام اسکے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنھیں وہ میرا نام لے کے کہیگا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات کہے میرے نام سے جس کے کہنے کا میں نے اُسے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔ انتہیٰ

توریت کی یہ عبارت نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی

بشارت دیتی ہے بلکہ آپ کے خاتم النبیین ہونے پر صریح طور پر دلالت کرتی ہے چنانچہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسمٰعیل تھے اور بنی اسمٰعیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی اور پیغمبر نہیں ہوا اور حضور انور اکثر و بیشتر امور میں مثلاً استقلال شریعت و حکم جہاد اور صاحبِ حکومت ہونے میں موسیٰ کے مثل تھے ان باتوں کے سوا قریباً چالیس کمالاتِ ذاتیہ میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کے مانند تھے بلکہ سوائے آپ کے کوئی نبی حضرت موسیٰ سے مشابہت تامہ نہیں رکھتا دیکھو توریت کتاب استثناء، باب (۳۴) "پھر قائم نہ ہوا کوئی نبی بنی اسرائیل میں موسیٰ کے مانند جس نے پہچانا (ہو) اللہ کو دو بدو" اور تو اور خود حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام بھی مستقل صاحب شرع نہ تھے چنانچہ حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں :-

یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے کو آیا میں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں (انجیل متی باب ۵)

علاوہ ازیں کلام مجید کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونا اور باوجود ہزاروں دشمنوں کی موجودگی کے آپ کا سلامتی کے ساتھ اپنی عمر شریف کی تکمیل کے بعد وفات فرمانا۔ اور آپ کو شہید کرنے کے منصوبوں میں دشمنان اسلام کا ناکام رہنا اس کے برخلاف حضرت خلیفۂ اول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ کذاب کا قتل ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت کا قطعی فیصلہ ہے۔ اور آپ کے خاتم النبیین ہونے پر بھی کافی دلیل کیونکہ اگر آپ کے سوا کوئی اور زیادہ شاندار پیغمبر آنے والا ہوتا تو خدائے حکیم و علیم اعلیٰ ترین پیغمبر کے تذکرے کے عوض آپ کا ذکرِ مبارک کیوں کرتا لیکن چونکہ آپ سب سے افضل و اکمل تھے اس لئے موسیٰ علیہ السلام کو آپ کے آنے کی خوشخبری دیدی اور کسی دوسرے نبی کا ذکر نہ فرمایا۔ اگر آپ کے ہم پلہ پیغمبر کی بھی پیدائش ممکن ہوتی تو خدائے عزوجل ترجیح بلا مرجح نہ دیتا اور توریت میں آپ کے ذکر کے ساتھ ساتھ آپ کے

ہمسر بنی کا بھی تذکرہ ضرور فرما دیتا۔ پس ثابت ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کے مانند صرف ایک ہی بنی کا ہونا توریت سے ثابت ہے جس کے مصداق صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم ہی ہو سکتے ہیں لہذا آپ خاتم پیغمبراں ہیں مسٹر جان ڈیون پورٹ بھی تحریر فرماتے ہیں۔

مجھے اس میں شک نہیں کہ اُس شخص سے جس کے آنے کی خبر اپنے بھائیوں میں سے موسیٰ (علیہ السلام) نے بنی اسرائیل کو دی ہے اور فارقلیط جس کی خبر عیسیٰ مسیح (علیہ السلام) نے انجیل یوحنا میں دی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاحب مراد ہیں

دلیل (۵) حضرت داؤدؑ اور آپ کا ذکر مبارک

حضرت داؤد علیہ السلام ایک آنے والے نبی کا ذکر اور اُس کی مدح اس طرح فرماتے ہیں (زبور باب ۴۵) تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ تیرے ہونٹوں میں لطف ڈالا گیا ہے۔ اسی لئے خدا نے تجھکو ابد تک مبارک کیا۔ اے پہلوان! اپنی تلوار کو جو تیری حشمت اور بزرگی ہے حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو اور سچائی اور ملائمت اور صداقت کے واسطے اقبالمندی سے آگے بڑھ تیرا تخت ابدالآباد ہے۔ تو صداقت کا دوست شرارت کا دشمن ہے۔ پھر آگے چلکر فرماتے ہیں۔ میں ساری پشتوں کو تیرا نام یاد دلاؤنگا اور سارے لوگ ابدالآباد تیری ستائش کرینگے انتہیٰ

انصاف پسند صاحبین غور کریں کہ حضرت داؤدؑ کے بعد ان اوصاف سے متصف سوائے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی دوسرا نبی ہرگز نہیں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں۔ یہ اوصاف کما حقہٗ پائے جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ حسین ہونا تاریخ سے ثابت ہے۔ احادیث صحیحہ سے محقق۔ آپ کے شیدائی صحابی حضرت حسان آپ کی شان میں فرماتے ہیں۔

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي — وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

میری آنکھ نے آپ سے خوبصورت کبھی نہیں دیکھا — عورتوں نے آپ سے زیادہ حسین نہیں جنا

علیٰ ہذا حضورؐ کا شیریں گفتار افصح عرب صادق القول صاحب السیف اشجع الناس حلیم الطبع خلقِ مجسم ہونا قطعاً ثابت ہے اور آپ کا صداقت کو پھیلانا۔ شر و فساد کو دنیا سے مٹانا کسی دلیل کا محتاج نہیں کہ عیاں را چہ بیاں۔ جب ہر طرح آپ اس بشارت کے مصداق ثابت ہو چکے تو حضرت داؤدؑ کے قول سے آپ کا ابد تک مبارک و مسعود رہنا اور آپ کے تخت یعنی نبوت و رسالت کا ابد الآباد قائم رہنا یقینی ٹھہرا (اس لئے کہ الہامی زبان میں خدا سے خدا کا نبی مراد ہوتی ہے جیسا کہ زبور باب ۸۲ میں ہے "خدا کی جماعت میں خدا کھڑا ہے") پس آپ خاتم النبیین ہیں۔

دلیل (۶) حضرت سلیمانؑ کی مدح سرائی

حضرت سلیمان علیہ السلام یوں مدح سرائی فرماتے ہیں (زبور غزل الغزلات باب ۵) میرا محبوب نورانی گندم گوں ہزاروں میں سردار ہے۔ پھر اُس پیارے محبوب کے سر مبارک زلفِ مشکیں رخ روشن قدِ رعنا کی تعریف کرنے کے بعد یوں فرماتے ہیں کہ "اسکا گلا نہایت شیریں اور وہ بالکل محمدؐ یعنی تعریف کیا گیا ہے۔ یہ ہے میرا دوست اور میرا محبوب اے بیٹیو یروشلم کی"۔ انتہیٰ۔

دیکھو صاف طور پر نام نامی کا تعین اور خاص محبت کا اظہار ہے اور جو اوصاف حضرت سلیمان نے بیان فرمائے ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے کسی میں نہیں پائے گئے۔

آنحضرتؐ کا حسین و شکیل ہونا علاوہ احادیث صحیحہ کے غیر مذہب مورخین کے اقوال سے بھی ثابت ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ ان بشارتوں کے مصداق حضورؐ ہی ہیں۔ چنانچہ ایڈورڈ گبن صاحب مشہور مورخ عیسائی لکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسن میں شہرۂ آفاق تھے (از مؤید الاسلام صفحہ ۱۵) اسی طرح بہتیرے اقوال ہیں جو بنظر طوالت قلمبند نہیں کئے گئے۔

اگر آنحضرتؐ خاتم النبیین سرتاج انبیا نہ ہوتے تو حضرت سلیمان کبھی آپ کو سردار

اور اپنا دوست و محبوب نہ فرماتے کیونکہ جب تک کوئی خاص وصف نہ ہو اُسوقت تک مدح سرائی نہیں کی جاتی اگر کوئی دوسرا نبی آپ سے بہتر آنے والا ہوتا تو اُسی کا ذکر کرتے اور اُسی کی محبت کا دم بھرتے

دلیل (۷) انجیل حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں (انجیل متی باب ۳) توبہ کرو کیوں کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی (انجیل یوحنا باب ۱۴-۱۵-۱۶)

اگر تم مجھے پیار کرتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو اور میں اپنے باپ سے درخواست کرونگا اور وہ تمھیں دوسرا تسلی دینے والا (فارقلیط) بخشے گا جو ہمیشہ تمھارے ساتھ رہے اور چند آیات کے بعد اسی کے متصل یہ فرماتے ہیں" لیکن وہ فارقلیط جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمھیں سب چیزیں سکھلائے گا اور سب باتیں جو میں نے کہی ہیں تمھیں یاد دلائے گا۔ اب میں نے تم کو اُس کے آنے سے پہلے خبر کر دی تا کہ جب وہ آئے تب تم اُس پر ایمان لاؤ بعد اس کے میں تم سے بہت کلام نہ کرونگا اس لئے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں ہے .... لیکن جب وہ فارقلیط آئیگا تو تمھیں راہ حق بتلائیگا کس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہیگا بلکہ جو سُنے گا سو کہیگا اور تمھیں آئندہ کی خبر دیگا"۔ انتہیٰ

بتاؤ کہ آپ کی نبوت و بادشاہت آسمانی تھی کہ نہ تھی ۔ انتہائے بیکسی و بے بسی کے باوجود آپ کی بادشاہت کا قائم ہونا اور آپ کی نبوت کا شہرہ چاردانگ عالم میں پھیل جانا اور روزافزوں ترقی پاتا رہنا جو مسلّمہ امور سے ہے آسمانی بادشاہت نہیں تو اور کیا ہے۔

لفظ فارقلیط کی تشریح اصل انجیل میں بجائے فارقلیط کے خاص نام احمد کے ساتھ بشارت مذکور تھی چنانچہ خود پادری کھرسٹ صاحب کا قول ہے کہ اس سے مراد حضرت محمدؐ ہیں۔ مگر جب یونانی زبان میں ترجمہ ہوا تو احمد کا ترجمہ پیرکلوتوس"

جس کے معنے احمد ہیں) کردیا۔ پھر جب یونانی سے عربی میں ترجمہ کیا تو اس کا معرب فارقلیط بنالیا۔ چنانچہ ایک پادری صاحب ایک رسالہ (مطبوعہ کلکتہ) میں (جو لفظ فارقلیط کی تحقیق میں انھوں نے لکھا ہے) لکھتے ہیں "لفظ فارقلیط یونانی زبان سے معرب کیا گیا ہے" غرض فارقلیط کے معنی خواہ احمدؐ و محمدؐ کے ہوں یا معین و وکیل کے سفارش کرنیوالے کے ہوں یا تسلی دینے والے کے بہرکیف سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی فارقلیط کا مصداق نہیں ہے۔ بتاؤ کہ حضرت مسیح کے بعد دوسرا تسلی دینے والا یا وکیل وشفیع اور احمد و محمدؐ دنیا میں کون آیا ہے بے شک دین حق اور مضطرب دلوں کی نیز تمام روحوں کی تسلی وتشفی آپ ہی کی ذات والاصفات سے ہوئی اور آپ نے ہی شفیع و معین اور وکیل کا لقب حاصل فرمایا اور آپ ہی احمدؐ و محمدؐ کے مبارک ناموں سے موسوم ہوئے آپ ہی نے حضرت عیسیٰؑ کی کہی ہوئی باتوں کو یاد دلایا اور بلاشبہ آپ کے اوصاف و خصوصیات حضرت عیسیٰؑ میں نہ تھے آپ ہی کی شان یہ تھی } مَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (پ ۲۷ نجم)
(وہ اپنی نفس کی خواہش سے نہیں کہتا بلکہ جو اسپر وحی ہوتا ہے (وہی) کہتا ہے)
اور آپ ہی نے سینکڑوں پیشین گوئیاں کیں جو سب کی سب سچی نکلیں غرض جب فارقلیط سے آنحضرت ہی مراد ہونا ثابت ہو چکا اور اس بشارت کے بالکل مصداق حضور ہی ٹھیرے تو حضرت عیسیٰ ہی کے قول سے آپ کی نبوت کا ابدی و دائمی ہونا اور آپ کا ہر ایک چیز کی تعلیم نبوت کی تکمیل فرمانا اور راہ حق کی طرف رہنمائی کرنا اور آپ کا سردار جہاں ہونا (کہ نبی اپنی امت کا سردار ہوا کرتا ہے) قطعاً محقق ہو گیا پس جب آپ کی نبوت ابدی ٹھیری اور آپ اکمل نبی اور رہبر راہ حق سرور عالم ثابت ہو چکے تو آپ کو خاتم النبیین سید المرسلین پیغمبر صادق کیوں نہ کہا جائے۔

دلیل (۸) یسعیاہ میں محمدؐ کا نام مبارک

(یسعیاہ باب ۵۲) "دیکھو میرا بندہ اقبال مند ہوگا وہ بالا اور ستودہ ہوگا اور نہایت بلند ہوگا" اس بشارت میں بندہ اور ستودہ کیسے پیارے الفاظ قابل غور ہیں اور صاف طور سے کہہ رہے ہیں کہ اس سے مراد آنحضرت

ہی ہیں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" پڑھو تو معلوم ہوگا کہ اسی عبد و محمد کا ترجمہ بندہ اور ستودہ ہے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح نام کے ساتھ آپکی اقبالمندی و برتری اعلیٰ درجہ کی رفعت کی بشارت ہے اگر آپ خاتم النبیین و سید المرسلین نہ ہوتے تو آپ کو صاحب اقبال بالا و برتر اور نہایت ہی بلند نہ کہا جاتا۔

دلیل (۹) توریت (توریت کتاب استثناء باب ۳۳) خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُن پر طلوع ہوا اور فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے دہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی" انتہیٰ

طور سینا پر حضرت موسیٰؑ کو توریت اور کوہ شعیر پر حضرت عیسیٰؑ کو انجیل خدا کی طرف سے ملی اور کوہ فاران بالاتفاق مکہ معظمہ سے مراد ہے کیونکہ فاران مکہ معظمہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تنہائی میں عبادت کیا کرتے تھے اور وہیں حضرت پر قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا۔ پس کوہ فاران سے خدا کے جلوہ گر ہونے سے قرآن اتارنا مراد ہے۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ فتح مکہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری بدترین مجرموں ناقابل معافی ستمگار مشرکوں کو بذریعہ شمشیر سزا دینے کی بتلا رہی ہے کہ اس بشارت کے مصداق ہمارے حضور ہی ہیں۔ ؎

محیطے چہ گویم چو بارندہ میغ بیکدست گوہر بیکدست تیغ

پس طرز بیان و ترتیب آیت توریت سے (کہ پہلے موسیٰؑ کا پھر عیسیٰؑ کا بعدہٗ آپکا ذکر کیا گیا ہے) خود ظاہر ہوگیا کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپکے بعد کوئی اور نبی نہ ہوگا

دلیل (۱۰) قصر نبوت کی تکمیل (انجیل متی باب ۲۱-۴۲) یسوع نے انھیں کہا کیا تم نے نوشتوں میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو راجگیروں نے ناپسند کیا وہی کونے کا سرا ہوا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہے۔ ہماری تمھاری نظروں

ہیں عجیب۔ اسی لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ بادشاہت تم سے لی جائے گی۔ اور ایک قوم کو جو اس کا میوہ لائے دیجائے گی۔ جو اس پتھر پر گرے گا چورا ہو جائیگا پر جس پر وہ پتھر گرے گا پیس ڈالے گا۔ انتہیٰ۔

قوم عرب کا بے علمی و بے ہنری کے سبب یہود و نصاریٰ کے پاس نا پسند رہنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیوی مال و اسباب نہ رکھنے اور بادشاہوں کی اولاد میں نہ ہونے اور یتیمی وغیرہ کے باعث ہر ایک کے نزدیک گویا ناپسند پتھر کے مانند ہونا اور آپکے تمام جہان کے رسول ہونے کو سب کا امر عجیب سمجھنا اور جنگ بدر میں حملہ آور قریش مکہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چور چور کر دینا اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے جس پر چڑھائی کرنے کا اتفاق ہوا سے آپ کا چورا کر ڈالنا (چنانچہ فتح مکہ میں اہل مکہ کا اور اس سے پہلے اہل خیبر وغیرہ کا جو حال ہوا ظاہر ہے اور آپکے بعد آپ کے صحابۂ کرام کا ایران و روم وغیرہ پر حملہ آور اور فتحیاب ہونا ثابت ہے) ظاہر طور پر بتلا رہا ہے کہ اس بشارت میں قوم سے مراد عرب اور پتھر سے مراد ذات آنحضرت ہے چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث سے اس کی اور توضیح ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور پہلے انبیا علیہم السلام کی ایک ایسے محل کی مثال ہے کہ تمام محل خوب بنا لیکن اس میں ایک اینٹ کی کمی تھی اور وہ اینٹ میں ہوں۔ پس مجھی پر نبوت کا سلسلہ ختم کیا گیا۔

جب آنحضرت کا اس بشارت کے مصداق ہونا ثابت ہو چکا تو بشارت مذکور میں یہ مضمون کہ (وہی پتھر) کونے کا سرا ہوا صاف طور سے بتلا رہا ہے کہ آپ نبوت کے محل کو ختم کرنیوالے اور سب نبیوں کے آخر پیغمبر ہیں۔ لہذا آپکا نام خاتم النبیین بالکل صحیح اور بجا ہے

دلیل (۱۱) جناب زرتشت کے خلیفہ جاماسپ کی پیشین گوئی۔	مذہب آتش پرستی کے بانی حکیم زرتشت کے خلیفہ اعظم حکیم جاماسپ (جس نے از روئے حساب نجوم قیامت تک کے ہونیوالے اہم واقعات کو قلمبند کیا ہے)

کی کتاب جاماسب نامہ صفحہ ۱۵ سے ہم چند فقرے یہاں درج کرتے ہیں۔ جس سے آنحضرت ؐ کے بنیظیر پیغمبر ہونے کا ثبوت ملیگا "اولاد ہاشم میں ایک مرد بزرگ پیدا ہوگا جو قد میں میانہ ہے اور رنگ میں کالا نہ گورا یعنی (گندم گوں) خوبصورت خوش کلام سحر بیان دعویِ نبوت کرے گا تلوار اس کی برہان ہوگی۔ اُس کا مذہب ساتوں ولایتوں میں جائے گا اس کی اولاد نرینہ زندہ نہ رہے گی۔ البتہ لڑکی سے نام چلے گا اسکا دین دن بدن ترقی کرے گا۔ پچھلے اکثر بادشاہوں کی حکومتیں اس کے زیر نگیں آجائینگی تاج کی جگہ سر پر عمامہ رکھیگا اگر اس کی ہر ایک بات بیان کروں تو کلام بڑھ جائے تاہم یہ کہنا ضروری ہے ہمارے زمانے کی رسموں کا وہ نشان تک نہ چھوڑے گا آتشکدے اُس کے حکم سے مسمار کر دئے جائیں گے۔ غرض جو کچھ وہ کریگا کسی نے نہ کیا ہوگا" انتہی

تاریخ شاہد ہے کہ یہ سب علامتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں پائی گئیں۔ اور یہ بیان کہ اس کا دین دن بدن ترقی کرے گا۔ اور وہ (نبی) جو کچھ کرے گا کسی نے نہ کیا ہوگا۔ دوسرے ادیان سے آپ کے دین کی اور سب نبیوں سے آپ کی افضلیت کو ثابت کر رہا ہے۔ نیز یہ کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ کیونکہ اگر آپ کے بعد بھی کوئی اور پیغمبر آنیوالا ہوتا یا حضرت عیسیٰ و موسیٰ علیہما السلام خاتم پیغمبران ہوتے تو ان کا ذکر بھی اسی آب و تاب اور شان و شوکت کے ساتھ کیا جاتا جب کسی کے متعلق ایسے نایاب اوصاف کا تذکرہ نہیں کیا گیا ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ آپ ہی خاتم و سرور پیغمبراں ہیں

اب ہم اپنے مدعی کے ثبوت میں اصحاب ہنود کے اقوال درج کرتے ہیں

دلیل (۱۲) اصحاب ہنود اور مدح رسول ؐ

جناب لالہ بشن داس صاحب فرماتے ہیں:- حضرت محمد صاحب دلیوں کے دلی پیروں کے پیر آسمان نبوت کے سورج ہادیان مذاہب کے سرتاج اور رہنمایان دین کے رہبر تھے

قریباً سارا یورپ ۔ کل امریکہ اور آسٹریلیا حضرت عیسیٰ کا پیروکار ہے ۔ چین ۔ جاپان سیام اور چینی تاتار مہاتما بدھ کا دم بھرتا ہے ۔ مگر جس عزت و توقیر اور تعظیم و تکریم صدق ارادت اور پریم پریتی کے ساتھ خاتم الانبیاء محمدؐ صاحب کا نام لیا جاتا ہے کسی دیگر ہیر پیغمبر ۔ ولی ۔ گرو ۔ رشی اور نبی کا ہرگز نہیں لیا جاتا ۔ یہ ساری باتیں اس امر کا یقینی ثبوت ہیں کہ حضرت محمدؐ صاحب غیر معمولی طاقت والے غیر معمولی انسان تھے اور نوع انسان کی اصلاح کے لئے خدا کے فرستادہ تھے ۔ انتہیٰ ۔

دلیل (۱۳) آنحضرتؐ اپنی آپ مثال ہیں

جناب بابو شیوبرت لال صاحب ورمن ایم ۔ اے کا قول ہے ۔

محمدؐ نے اپنی زندگی میں اور وہ بھی صرف دس بارہ برس کے زمانے میں عرب کی حالت تبدیل کرنے میں کامیابی حاصل کر لی اور وہ کچھ کا کچھ ہو گئے یہ زبردست قوت ارادی یہ آہنی استقلالی یہ کار خدا ہیں جان نثاری کہاں دیکھنے میں آتی ہے ۔ تواریخ میں مثالیں تلاش کرو مشکل سے اس قسم کی دوسری نظیر نظر آئے گی ۔ کیونکہ محمدؐ اپنی آپ مثال تھے ۔ انتہیٰ ۔

لیجئے غیر مذہب والے حضرات بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر مذہب کے پیشوا سے افضل و اعلیٰ اور بے مثال پیغمبر خاتم الانبیاء تسلیم کرتے ہیں ع الفضل ما شهدت به الاعداء (بزرگی تو وہ ہے کہ دشمن بھی گواہی دیں)

نقلی ثبوت پر اور بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے ۔ مگر بخوف طوالت اسی پر اکتفا کی گئی ۔ اب ہم یہ ثابت کریں گے کہ از روئے عقل بھی ہمارے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی خاتم الانبیاء و سید المرسلین ہیں ۔

دلائلِ عقلیہ

دلیل (۱۴) عقلاً کس قسم کا مذہب افضل ہو سکتا ہے

فن اخلاق میں یہ ثابت ہے کہ فضائل چہار ہیں۔ حکمت۔ عفت۔ شجاعت۔ عدالت۔ اور ہر فضیلت کیلئے ایک حد معین ہے اور اس حد سے تجاوز کرنا خواہ افراط کی طرف ہو یا تفریط کی جانب رذیلت کہلاتا ہے پس فضائل بمنزلہ اوساط کے ہیں۔ اور رذائل بمنزلہ اطراف کے جیسے مرکز اور دائرہ کہ مرکز وسط میں ایک ہی نقطہ ہوا کرتا ہے

اسی طرح علم ہندسہ میں ثابت ہے کہ دو نقطوں کو ملانے والے خطوط میں سب سے چھوٹا خط۔ خط مستقیم ہوا کرتا ہے (جو باعتبار اور خطوط کے وسطی ہوتا ہے)

نیز اطبار کے پاس جس شخص کا مزاج اعتدال حقیقی کی طرف قریب تر ہوگا وہ صحت میں کامل پایا جائے گا۔ بتذکرہ تمام امور سے ثابت ہوا کہ اصل فضیلت وخوبی نزدیک سے نزدیک کا رستہ صحت وتندرستی کی اصلیت۔ اعتدال کا پایا جانا اور افراط وتفریط سے خالی ہونا ہے پس مذاہب میں بھی جو مذہب اعتدالی حالت پر ہو اور افراط وتفریط سے مبرا پایا جائے وہ افضل المذاہب اور اس مذہب کا بانی تمام بانیان مذاہب سے افضل بالضرور ہو گا چونکہ اصل فضیلت اور اصل صحت اعتدال کا پایا جانا ہے اور وسط کا راستہ ہی قریب ترین ہوا کرتا ہے تو یہ معتدل ومتوسط مذہب ہر قسم کی خوبیاں پیدا کرنے اور تمام روحانی بیماریوں سے شفا دینے اور سالک کو منزل مقصود تک جلد سے جلد پہنچانے کے اعتبار سے اس قابل یقیناً ہوگا کہ خاتم المذاہب ٹھہرے۔ اور ایسے مذہب کا لانے والا نبی خاتم النبیین ہو۔

مذہب اسلام افراط و تفریط سے مبرا ہے آؤ ذرا دیگر مذاہب سے اسلام کا مقابلہ کرو تو معلوم ہو جائے گا کہ افراط و تفریط سے پاک صاف اعتدال والا مذہب یہی ہے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں (بلحاظ ان کی امت کے سخت امزجہ کے) احکام میں بہت ہی سختی ملحوظ تھی جیسے قتل نفس بنا بر توبہ قطع اعضائے خاطیہ و قطع موضع نجاست و عدم جواز نماز غیر مسجد میں۔ چربی اور رگیں گوشت کی حرام ہونا اور چوتھائی مال زکوٰۃ دینا۔ عفو قصاص کا حرام ہونا۔ پچاس نمازوں کا فرض ہونا وغیرہ وغیرہ۔ برخلاف اس کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے احکام میں سراسر نرمی کا ظہور تھا۔ اور ان کے پیروؤں نے تو اور بھی آسانی کر دی۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ کی شریعت میں زانی اور قزاق کو مطلق سزا نہیں قصاص و تلافی تو ایک طرف انصاف سے کام لینے کی بھی ممانعت چنانچہ انجیل میں ہے۔ اگر تیرا بھائی تیرے ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا گال بھی اس کی طرف پھیر دے اگر کوئی تیری عبا اتارے تو اس کو کرتہ بھی اتار دے اگر کوئی گالی دے تو اس کے لئے دعا مانگ پولوس مقدس کا یہ قول کہ پاکوں کے لئے سب کچھ پاک ہے پر ناپاکوں کے لئے کچھ بھی پاک نہیں۔ نیز عیسائیوں میں زنا کے سوا کسی حالت میں طلاق ہو نہیں سکتی (انجیل متی باب ۵) یہودیوں کے پاس بات بات پر طلاق جائز بلکہ مستحسن۔

موسوی و عیسوی شریعتوں کی افراط و تفریط پر غور کرو پھر اسلام میں تو بہ۔ زکوٰۃ قصاص۔ زنا۔ قزاقی۔ طلاق وغیرہ وغیرہ کے متعلق جو جو احکام ہیں دیکھو تو ثابت ہو جائیگا کہ اعلیٰ درجہ کی حکمت و اعتدال پر مبنی ہیں اور ہر طرح کی کمی زیادتی سے مبرا جس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت دائمی ہے اور آپ خاتم النبیین ہیں۔

دلیل (۱۵) مذہب فطری چیز ہے اس سے تو کسی کو انکار نہ ہوگا کہ مذہب ایک فطری چیز ہے کسی انسان کو مذہب کے بغیر گزیر نہیں قدیم زمانے سے تمام انسانی گروہوں میں خواہ وہ وحشی و جاہل ہوں یا مہذب و

شائستہ کوئی نہ کوئی مذہب ضرور شائع وذائع ہے اگرچہ لفظ مذہب کے معنی کا حقیقی مصداق بہت کم انسانوں نے سمجھا ہے اب غور طلب یہ امر ہے کہ بہتر سے بہتر مذہب کس کو کہنا چاہیئے اور کامل ومکمل مذہب کی کیا تعریف ہے۔ آج جب کہ علوم وفنون کا آفتاب نصف النہار پر ہے اور تمدن وشائستگی زمانے میں پھیل چکی ہے اور قوانین قدرت۔ اور نوامیس فطرت کے سراغ لگائے جا چکے ہیں۔ ان تمام مرحلوں کے طے کرنے کے بعد علمائے یورپ نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ اس عالم کے لئے ایک خالق ہے جو حکمت اور قدرت والا ہے اور تمام صفات کمال کے ساتھ متصف اور ہر قسم کے عیوب ونقائص سے منزہ اور مقدس ہے۔ اس نے عالم کو ایک خاص نظام کے مطابق پیدا کیا ہے اس کے بعد علمائے یورپ نے نظام عالم اور نوامیس فطرت کا استقراء کر کے یہ رائے قائم کی کہ خالق عالم کسی چیز کا محتاج نہیں ہو سکتا بلکہ اسکی ذات مخلوقات سے مستغنی ہے۔ پھر علمائے یورپ کا قول ہے چونکہ خدا کے افعال عبث اور تناقض ہونیکے عیب سے منزہ ہیں اس لئے وہ عبادت جو خدا کو مرغوب ہونی چاہیئے وہ ان قوانین قطرت کے مطابق ہو جو کائنات پر مسلط ہیں اور ان رغبات واحساسات کے مناسب ہو۔ جو انسان کی جبلت میں پیدا کئے گئے ہیں"۔

علمائے یورپ کا عقلی وطبعی مذہب اور اس کے اصول

ان علمی بدیہیات کی بنا پر علمائے یورپ کے ایک گروہ کثیر نے اپنا طبعی مذہب ایجاد کیا ہے اس موضوع میں مشہور فلاسفر چارلس سیمون (　　) نے جو اس جدید مذہب کا سرگرم ممبر اور معاون ہے لکھا ہے کہ "ہم اس زندگی میں وہ فرض ادا کرتے ہیں جو خدا نے اپنی عنایت سے ہمارے لئے قرار دیا ہے اور جب ہماری زندگی ختم ہو جائے گی تو جزا وثواب اس کو اختیار ہے اس کے بعد اس نے ثواب وعقاب کے اسباب کو بیان کیا ہے اس ضمن میں وہ لکھتا ہے "جو چیز انسان

کے لئے باعث ثواب ہو سکتی ہے وہ اپنی خاص قوتوں کی اطاعت اور نیک کام کرنا ہی
انسان کا خاص قانون یہ ہے کہ وہ اپنی ذات کی حفاظت کرے اور ان قوتوں کو ترقی
دینے کی کوشش کرتا رہے۔ جو اس میں ودیعت کی گئی ہیں۔ اپنے بھائیوں سے محبت
اور ان کی خدمت کرے خالق کے ساتھ محبت اور اس کی عبادت کرے بیشک
فرائض کا ادا کرنا اور نیک کام عین عبادت ہے۔ محبت واخلاص عین نماز ہے۔
مخفی نہ رہے کہ اس جدید مذہب کے پیرو جسمانی عبادت کو ناپسند نہیں کرتے بشرطیکہ
اس عبادت میں اخلاقی یا روحانی فائدہ ملحوظ رہے اور اس کی غرض و غایت صرف
دلوں کو زندہ اور پاک کرنا ہو) اپنے وطن کے اخلاص کی ساتھ خدمت کرنا خدا کی
عبادت ہے یہی طبعی مذہب اور یہی طبعی عبادت ہے ہمارے مذہب کے تمام اصول
بالکل واضح ہیں جن میں کسی قسم کا ابہام نہیں ہے اس کے اصول یہ ہیں۔ ایسے خالق کے
وجود کا اعتقاد رکھنا جو ہر چیز پر قادر ہے اور جس کو کوئی چیز متغیر نہیں کرسکتی اس نے تمام عالم
پیدا کیا ہے۔ دنیوی زندگی کے بعد اخروی زندگی ہوگی جس میں انسان کو اپنی نیکیوں۔ اور
بدیوں کا پورا بدلہ ملے گا یہ ہمارا اعتقاد ہے اور ہماری نماز یہ ہے کہ ہمارا دل خدا کی محبت
اور نیز انسان کی محبت سے لبریز ہو اور فرائض کے ادا کرنے میں ہمارا ارادہ مستحکم ہو اور
بھلائی اور خیر کے کرنے میں ہم خدا کے تابع رہیں"۔ انتہی

یہ ہے وہ مذہب جو اعلیٰ ترین منازل علم طے ہونے اور عقل وکمال کے ایک حد تک
بوجہ اتم حاصل ہونے کے بعد ایجاد ہوا ہے جس پر بیسویں صدی کے علما فخر کرتے ہیں۔

جدید مذہب کے اصول سے اسلامی اصول بدرجہا اعلیٰ ہیں

غور کرو تو ثابت ہوگا کہ اس مذہب کے تمام
اصول جزئیات سے کلیات تک مذہب
اسلام کے آفتاب کی ایک شعاع اور اس کے
بحر زخار کا ایک قطرہ ہیں اس جدید مذہب میں وہ کون اصول ہیں جو اسلام نے

نہ بیان کیے ہوں وہ کونسی نئی بات ہے جو اسلام اس کے اظہار سے قاصر رہا ہو۔
ہم قرآن مجید کی چند آیات کریمہ یہاں درج کرتے ہیں جس سے ظاہر ہو جائے گا کہ اسلامی اصول ان اشتراکی اصول سے بدرجہا بہتر و برتر اور کامل و مکمل ہیں۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ (پ ۷ ۔ س انعام ۔ ع ۱۳)

یہی اللہ تمہارا پروردگار ہو۔ اسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ (وہی) ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے اسی کی عبادت کرو

(۲) اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (پ ۱ س بقرہ)

(۲) بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے

(۳) وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (پ ۲۰ ۔ س قصص)

(۳) اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکارنا (کیونکہ) اسکے سوا کوئی معبود نہیں اسکی ذات کے سوا سب چیزیں فنا ہونیوالی ہیں اسی کی حکومت ہے اور اسی کیطرف تم سبکو لوٹ کر جانا ہے

(۴) اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ (پ ۱۸ ۔ س مؤمنون)

(۴) (لوگو) کیا تم ایسا خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمکو یونہی بیکار پیدا کر دیا ہے اور یہ کہ ہماری طرف تم کو پھر لوٹ کر آنا نہیں ہے

(۵) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰى (پ ۱۶ ۔ س طٰہٰ)

(۵) اور میری یاد کے لیے نماز پڑھا کرو۔ بلاشبہ قیامت آنیوالی ہے میں اسکو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص (قیامت کے ڈر سے نیک کام کرنے کی کوشش کرے اور قیامت میں اس) کو اسکی کوشش کا بدلہ ہے

(۶) يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ (پ ۳۰ س زلزال)

(۶) اس دن لوگ (میدان حشر میں جمع ہو کر) الگ الگ (مختلف حالتوں میں حساب کتاب کیلئے) لوٹیں گے تاکہ ان کے عمل ان کو دکھائے جائیں۔ تو جس نے ذرہ برابر نیکی کی (ہوگی) وہ اس (نیکی) کو (بچشم خود) دیکھ لیگا۔ اور جس نے ذرہ برابر برائی کی (ہوگی) وہ اس برائی کو (بچشم خود) دیکھ لیگا)

(۷) وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ پ ۱۴ س حجر

(۷) اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہو (یہانتک کہ تمکو امر یقینی)

(۸) فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ (پ ۶ ۔ س مائدہ)

(۸) لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو

(۹) فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (پ ۴ ۔ س آل عمران)

(۹) ان کے قصور معاف کرو اور خدائے تعالیٰ سے ان کیلئے مغفرت چاہو اور معاملات میں ان کو شریک مشورہ کر لیا کرو پھر جب تم رائے پختہ کر لو تو خدائے تعالیٰ پر بھروسہ کرو

(۱۰) اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ (پ۱۴ - س نحل)

(۱۰) بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور (لوگوں کے ساتھ) احسان کرنے کا اور قرابت والوں کو (مالی امداد) دینے کا اور بے حیائی اور ناشائستہ حرکتوں اور زیادتی کرنے سے منع فرماتا ہے۔ تم لوگوں کو نصیحتیں کرتا ہے تاکہ تم ان باتوں کا خیال رکھو۔

مندرجہ بالا آیات (جن سے اسلام کے صرف معدودے چند عقائد و احکام کی تشریح ہوتی ہے) سے ثابت ہو چکا کہ اسلام کے عقائد بالکل علم و عقل کے مطابق اور قوانین فطرت کے موافق ہیں پس اس کے ہوتے کسی دوسرے مذہب کی ضرورت نہیں اور اسلام ہی ابدی مذہب ہونے کے قابل ہے اور بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔

دلیل (۱۶) جدید پیغمبر کی ضرورت کب ہوتی ہے

ہمیشہ جدید پیغمبر کی ضرورت اسی وقت لاحق ہوتی ہے۔ جب کہ سابقہ مذہب میں کسی قسم کا نقص اور غلط فہمی پیدا ہو یا پہلے سے زیادہ مسلّمہ عقائد و ذرائع وصال ربانی یعنی عبادات و معاملات کے متعلق خدائی احکام دریافت طلب ہوں جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جیسے جیسے انسانی عقل درجۂ کمال پر پہنچتی جائے گی ویسے ویسے اس کو جدید مذہب کی ضرورت محسوس ہوتی جائے گی۔ کیونکہ پہلا مذہب جس عقل کے موافق ہوگا ترقی یافتہ عقل اس کو منظور نہ کرے گی اور اصلاح کما حقہ حاصل نہ ہوگی پس اگر ہر شئے کی ترقی کی ایک حد معین ہو جائے تو ایک نہ ایک مذہب بھی معین ہو جائیگا جو انتہائے ترقی کے موافق اعلیٰ اعلیٰ اصول رکھنے والا ہوگا۔ اگر بامعان نظر دیکھا جائے تو ثابت ہوگا کہ خود فطرت نے اشیاء کی تدریجی ترقی کی ایک حد معین کر دی ہے اور عالم میں ارتقاء اور انعدام کا سلسلہ جاری ہے مثلاً علم الحیات میں یہ تسلیم ہو چکا ہے کہ پروٹوپلیزم (ماء الحیات) مدارج ارتقاء طے کرتے کرتے مدت مدید میں آخر "احسن تقویم" کے مرتبہ پر پہنچکر خلعت انسانی سے سرفراز ہوا اور یہاں ارتقاء صوری کا

سلسلہ ختم ہوگیا یہی حال مذاہب عالم کا بھی ہے مثلاً این تھرو پولوجی (علم الانسان) کی رو سے خدا کے وجود کا یقین نسلِ انسانی کے آغاز سے شروع ہوا ہے اور ہر زمانے میں گوناگوں شکلوں میں ظاہر ہوتا رہا لیکن تاریخ شاہد ہے کہ یہ یقین نبی امیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے توحید کامل کی شکل میں جلوہ گر ہوکر مکمل ہوگیا اب اس سے اوپر کوئی اور درجہ نہیں ہے کیونکہ آپ کی بعثت ایسے زمانے میں ہوئی جب کہ دنیا کی مذہبی اخلاقی اور تمدنی ضرورتیں بہت وسیع ہو چکی تھیں۔ لہذا آنحضرت کو ایک ایسا مکمل قانون اور ایسی مضبوط شریعت دی گئی جو انسان کی تمام دنیوی وجسمانی و روحانی اور اخلاقی و قومی ضرورتوں کو کافی اور سب باتوں کو شامل ہو غرض کہ اسلام کے جس اصول کو تعمق و انصاف کی نظر سے دیکھو گے اور دیگر مذاہب کے اصول سے اس کا موازنہ کرو گے۔ تو الکملت لکم دینکم کے معنی آئینہ ہو جائیں گے اور سمجھ میں آجائیگا کہ اسلام ہی اعلیٰ سے اعلیٰ ترقی یافتہ عقل انسانی کے موافق مذہب ہے اور اس کمال کے ساتھ اُس کے اُصول قائم کئے گئے ہیں جس کے بعد کوئی اور حد باقی نہیں رہی۔ خود ایک مسیحی عالم فری ہگیس صاحب کا قول ہے کہ اسلام کے لئے نہ پاک پانی کی ضرورت ہے۔ نہ شرک۔ نہ بت۔ نہ تصویر۔ نہ سینٹ کی نہ خدا کی ماں قائم کر کے اس میں دھبّہ لگایا جاتا ہے اور نہ ایسے مسائل اس میں ہیں کہ جن پر عمل کرنا مشکل ہو اور ایمان محض ہی رکھنا پڑے۔ انتہیٰ۔

بہت سے دقیق اور ژولیدہ عیسائی مذاہب پر نظر کرنے کے بعد ایک فلسفی عیسائی کا اسلام کے متعلق یہ قول اسلام کی اعلیٰ خوبی کی علامت ہے۔ ایسے اعلیٰ وارفع مذہب کے بانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر خاتم النبیین نہ کہا جاوے تو سراسر غلطی ہے۔

دلیل (۱۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت زمانے کی حالت

آنحضرتؐ کی بعثت کے وقت جو زمانے کی ابتر حالت تھی اس پر نظر ڈالو علی الخصوص

عربوں کی حالت پر غور کرو اور بتاؤ کہ اخلاقی و روحانی خرابیوں میں سے کون سی خرابی اس وقت موجود نہ تھی فن اخلاق کے تمام رذائل عام تھے۔ ہر قوم گمراہ۔ توحید و خدا پرستی کا نام و نشان تک ندارد۔ سب کے عقائد باطل۔ افعال شرمناک اخلاق سراسر ناپاک بات بات پر خونریزی۔ جانی دشمنی۔ برسوں جنگ و جدال شقاوت سنگدلی۔ بے حیائی۔ قزاقی اولاد کشی۔ بے رحمی۔ ظلم و ستم۔ کفر و شرک غرض جس برائی کا نام لو گے اس کو اس زمانے میں علی الخصوص قوم عرب میں موجود پاؤ گے۔

جس مذہب نے ایسی اشد شقاوتوں۔ خرابیوں۔ رذیلتوں کفر و الحاد کو مٹایا ہو نہ صرف مٹایا بلکہ رذائل کو فضائل سے۔ شقاوت کو سعادت سے کفر و شرک کو توحید و عرفان سے بدل دیا ہو اور زمانے میں ظلمت کے بجائے نور اور ظلم و ستم کے عوض عدل و انصاف پھیلایا ہو جس نے سرکش سے سرکش بگڑی ہوئی سخت دل قوم عرب کو اعلیٰ درجہ کی شائستہ مہذب متمدن پارسا نکوکار رحم دل قابل تقلید ذی عقل صاحب سلطنت قوم بنا دیا ہو کیا اس مذہب سے بہتر و برتر کوئی اور ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ اسلام میں یہ قوت ہے کہ ہر قسم کی خرابی کی خواہ وہ خرابی جسمانی ہو یا اخلاقی روحانی ہو یا تمدنی اچھی طرح بیخ کنی کر سکتا ہے اور ان خرابیوں کے بجائے خوبیاں پیدا کر دینا اس کا کام ہے۔ جس مذہب میں یہ قوت ہو ہر عقل سلیم کہہ اٹھے گی کہ وہ مذہب اعلیٰ سے اعلیٰ ہے اور اس کے ہوتے کسی مذہب کی ضرورت نہیں۔ اور اس مذہب کا بانی بے شک و شبہ خاتم النبیین ہے اور ضرور ہے

دلیل (۱۸) مذہب اور انسان کی حقیقت تمام اقوام عالم (سوائے ایک پست خیال گروہ کے جس کی کل کائنات مادے اور مادیات میں منحصر ہے) کسی نہ کسی ہادی اور پیغمبر کو واجب الاحترام سمجھتی ہیں اور ایک نہ ایک بانی شریعت کی حلقہ بگوش ہیں۔ اگر تمام مذاہب پر نظر ڈالی جائے تو قدر مشترک مذاہب

ایک اعلیٰ وارفع ذات کامل الصفات کا تجلّی اور اس کے ساتھ ارواح انسانی کا رابطہ قدیم ہے۔ بادیان اُمم کا احترام بھی صرف اسی وجہ سے ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ کہ وہ اس تجلّی و رابطہ سے پیدا کرنے کے مجاب اللہ وسائل ہوا کرتے ہیں۔

یہ امر واقعی ہے کہ اگر انسان اپنی ابتدائی حالت پر غور کرے۔ پھر اس ترقی اور امتیاز پر نظر ڈالے جو اسے تمام کائنات میں حاصل ہے تو واضح ہو جائے گا کہ انسان صرف اس مادی جسم کا نام نہیں بلکہ اس مادی جسم کے غلاف میں ایک ایسا جوہر مخفی ہے جس کی ماہیت اگرچہ ہم کو معلوم نہیں مگر اس کے آثار نہایت وضاحت کے ساتھ اس کے موجود ہونے کی شہادت دے رہے ہیں۔ یہی جوہر انسانیت کا مصداق ہے اور اسی سے انسان کو دیگر حیوانات سے امتیاز حاصل ہے۔ مگر افراد انسانی جس طرح مدارج مادیات میں مختلف ہیں اسی طرح مراتب روحانیت میں بھی متفاوت ہیں۔ ان میں سے اعلیٰ سے اعلیٰ افراد وہ ہیں جو اثرات مادیت کو تقریباً اپنے مجاہدات و ریاضات سے فنا کر سکتے ہیں اور وہ کامل الخلقت ہی ہیں۔ جو نفوس ذکیہ اس قدر قوی الرّوحانیہ ہیں وہی مسند آرائے رُشد و ہدایت وہی رمز شناس عالم فطرت۔ مستاصل شقاوت۔ مؤسس سعادت مہبط علوم رسالت۔ حامل عقل نبوت ہوتے ہیں۔ ان میں بھی سب کے سب مساوی الدرجہ نہیں ہو سکتے۔ پس جو روحانیت کا فرد کامل و مکمل ہو اُسی کو ہدایت کبریٰ حجت عظمیٰ۔ آفتاب تکمیل۔ سرّ تنزل۔ سید المرسلین۔ خاتم النبیین کہنا چاہیئے۔

عقلی معیار سے خاتم النبیین کون ہو سکتا ہے۔

اب ہم عقلی معیار سے دیکھیں گے کہ ان خطابات کا مستحق تمام مذاہب کے بانیوں میں سے کس مذہب کا بانی ہو سکتا ہے۔ ہدایت عظمیٰ کے لئے اُمور ذیل عقلاً ضروری ہیں۔

(۱) عرفان اتم یعنی حقائق غیبیہ بغیر کسب و اکتساب تعلیم و تعلم اتصال مبدء قدس کی وجہ سے حق الیقین کے طور پر اس کے قلب پر فائز ہوں۔

(۲) انجذاب کامل یعنی۔ اس کی سیرت کلی صفاتِ الٰہیہ کا عکس اور اس کی صورت ظاہری جمالِ الٰہی کا آئینہ ہو اس کی روحانیت کبریٰ سے تمام سلیم اور سادہ روحیں جنسیت کی وجہ طبعی میلان رکھتی ہوں۔

(۳) نصرت غیبی جس سے یہ مقصود ہے کہ جنود آلہیہ اس کے ہمرکاب ہوں وہ ایک بالاتر ہستی اور جلیل و جبار ذات پر بھروسہ کر کے تمام مادی طاقتوں بے حقیقت شیطانی قوتوں اور ہر قسم کی رکاوٹوں کو نیست و نابود کر سکے۔

(۴) تکمیل شرائع جس کا منشاء یہ ہے کہ تمام افراد انسانی کو وہ ایک ایسے جامع اور معتدل اصول کی طرف رہبری کر سکے جو ہادیانِ سلف کی ہدایات کا عطر اور جوہر ہو اور ایسی نافع اور عام دوا تجویز کرے جو ابدالآباد کے واسطے کافی اور شافی ہو۔

(۵) زندہ اعجاز جس سے مراد یہ ہے کہ وہ غیر سلیم الفطرۃ انسانوں کو مغلوب کرنے کے واسطے کوئی خوق العادت یادگار چھوڑ جائے۔ جو اس کی غیبت میں بھی دشمنان حق کو ساکت کر سکے اور سلیم الطبع انسانوں کے واسطے سرچشمۂ ہدایت ہو۔

(۶) خلافت الٰہی جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ نظم و نسق کائنات کو ان ربانی ضوابط پر قائم کرے جو حقانیت و صداقت کو تباہی سے بچائے۔

(۷) اعلیٰ قوت تکمیل۔ یہی وہ مہتم بالشان خصوصیت ہے جو کمالات علم و عمل کا نمایاں نتیجہ ہے۔ کامل بننا آسان ہے کامل بنانا دشوار ہے۔ فرائض نبوت کو ادا کرنا سہل ہے لیکن اوروں کو کمالات نبوت سے آراستہ کرنا بہت مشکل ہے۔

بڑے بڑے مذاہب کے پیشواؤں کی تعلیم پر ایک نظر۔

جب تمام شرائط سابقہ کسی اعلیٰ روحانیت میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اسوقت قوتِ تکمیل

بدرجۂ اتم پیدا ہوسکتی ہے۔ جس بانی مذہب میں یہ اوصاف جامع طور پر پائے جائینگے وہ یقیناً اعلیٰ وارفع ہادی ہوگا۔ اب تمام دنیا کے بڑے بڑے مذاہب یہ ہیں۔ یہود مسیحی۔ اسلام۔ ہنود۔ بدھ۔ مجوس۔ اگرچہ اور بھی چند مذاہب ہیں مگر ان کی شان و عظمت اس درجہ پر نہیں ہے۔ لہٰذا ہم مذکورہ مذاہب ہی کو ما بہ البحث ٹھہراتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان مذاہب کے بانیوں میں کس مذہب کا بانی مکمل اور متذکرہ اوصاف سے متصف ہے

ہنود کے پیشوائے اعظم سری کرشن جی مہاراج کی تعلیم میں عبدیت و معبودیت کا رشتہ اسقدر مستحکم نہیں ہوسکتا جس قدر خلق اللہ کو ضرورت ہے۔ جب عبد اور معبود حقیقتاً ایک ہی ہوں اور تعینات محض وہم و خیال تو کون عبد کون معبود۔ کیسی ترغیب کہاں کی ترہیب۔ بودھ مذہب کے بانی بدھ دیو جی مہاراج کی تعلیم صرف گدایانہ اور جوگیانہ زندگی بسر کرنے کو کمال انسانیت قرار دیتی ہے جو دنیا کی بربادی اور درحقیقت آبادی کی ویرانی کا سبب ہے۔ مجوسیوں کے پیشوا جناب زرتشت خواہ کیسی ہی معرفت و کمال رکھنے والے ہوں مگر اہرمن اور یزدان کے باہمی جنگ ہرگز عقل مان نہیں سکتی اور آتشکدہ کی عظمت عقل و تمیز کی روشنی رکھنے والوں کے دل میں کبھی جاگزین نہیں ہوسکتی۔ دیگر مذکورہ امور میں بھی یہ حضرات کوئی بلند پایہ نہیں رکھتے۔ خصوصاً تکمیل شرائع اور زندہ اعجاز وغیرہ میں کیونکہ یہ رہنما صاحبین خود عہد عتیق کے متبعین تھے اور زندہ اعجاز کے عوض صرف انکے کراماتی افسانے باقی ہیں۔

یہود کے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا علم و عرفان ایک حد تک بیشک کامل تھا مگر مکمل تعلیم ان کی بھی نہ تھی۔ الوہیت کا یہ تشبیہی خاکہ کہ وہ خداوند جو پانی پر حرکت کرے وہ خداوند جس کے واسطے بچھڑا ذبح کیا جائے وغیرہ وغیرہ کیوں کر ایک فلسفی دماغ کا خدا ہوسکتا ہے۔ اگر عوام کی تفہیم کے لئے یہ تشبیہیں بیان کی گئی تھیں تو مکمل تعلیم ہونے کی حیثیت سے تنزیہی اشارات کا موجود ہونا بھی ضروری تھا۔ یہی نقص بائبل کی طرح ویدوں میں

بھی پایا جاتا ہے

مسیحی قوم کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر اپنی زبان سے باپ باپ نہ فرماتے اور ابوت و بنوت کے مطلب کو صاف صاف ارشاد فرما دیتے تو توحید کی جگہ تثلیث کا تسلط نہ ہوتا اور آپ کے متبعین آپ کی تعلیم کا یہ اثر نہ لیتے کہ خود آپ ہی کو خدا کا بیٹا کہہ بیٹھیں۔

انجذاب کامل میں بھی یہ دونوں پیشوایان بنی اسرائیل کوئی بلند پایہ نہ رکھتے تھے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون و بنی اسرائیل پر پورا قابو نہ پا سکے۔ حضرت مسیح علیہ السلام یہود کو کیا جذب فرماتے کہ آپ کا خاص مصاحب (حواری) یہودا ہی کو اپنا دشمن بننے اور اپنے پر لعنت کرنے سے نہ روک سکے۔

زندہ اعجاز بھی ان دونوں بزرگ پیغمبروں نے نہ چھوڑا کہ حضرت موسیٰ کا عصا جو ثعبان مبین ظاہر ہوتا رہا آپ ہی کے ساتھ گیا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو جلانا آپ کی تشریف فرمائی کے ساتھ ساتھ ختم ہو گیا تکمیل شرائع بھی حضرت موسیٰ نے فرمائی نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیونکہ ان دونوں پیغمبروں کی رسالت عام نہ تھی بلکہ صرف بنی اسرائیل کے لئے خاص تھی۔ حضرت عیسیٰ تو کسی جدید شریعت کے بانی ہی نہ تھے اور موسیٰ علیہ السلام کی شریعت معتدل نہ تھی جو عام طبائع انسانی کے موافق مزاج ہوتی۔

خلافت الٰہیہ کے لحاظ سے بھی یہ دونوں انبیاء علیہما السلام کسی جلیل حکومت پر فائز نہیں ہوئے۔ ان مقدس حضرات کی قوت تکمیل کی یہ حالت کہ ہزاروں بنی اسرائیل میں سے صرف ایک دو ہی موسوی ہدایت پر کاربند نکلے۔ اور حضرت مسیح کے حوارئین ہی میں بعض نے خود مسیح ہی کو گرفتار کروا دیا آپ پر لعنت کی۔ بعض نے یہود کے خوف سے روپوشی اختیار کی اور حضرت مسیح کو (بقول آپ کی امت کے) صلیب پر چڑھنے دیا وغیرہ وغیرہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات | دنیا کے عظیم الشان مذاہب کے تمام پیشواؤں کے مخصوص حالات

اوران کی نمایاں خصوصیات بیان کردیگئیں۔ اب صرف ایک مذہب جس کا نام اسلام ہو اس کے پیشوا مفخر موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم باقی ہیں آپکی ذات ستودہ صفات کے حالات اور اُنکی شان والاہی انصاف سے ملاحظہ ہو آپ الوہیت کے متعلق وہ جامع مضمون کی تلقین فرماتے ہیں کہ جسمیں کامل وحدانیت جلوہ نما ہوتی ہے یعنی قرآن مجید کی آیت لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ (پ ۲۵ س شوریٰ)

(کوئی چیز بھی اس جیسی نہیں)

اور عام طبائع کی تفہیم کی غرض یوں ارشاد ہوتا ہے کہ:- اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی (پ ۱۶ س طٰہٰ)

(رحمٰن عرش پر مستوی ہوا)

نہ مہاراجہ سری کرشن جی کی طرح رب مخلوقات ہونے کا دعویٰ فرماتے ہیں نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ابنیت کا اظہار بلکہ:-

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (پ ۱۶ س کہف) اور وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ (پ ۴ آل عمران)

(میں تم ہی جیسا ایک بشر ہوں)　　(اور محمد تو ایک رسول ہے)

فرماکر انسانیت والوہیت میں خاص امتیاز ثابت کردیتے ہیں۔

انجذاب کامل کی یہ کیفیت کہ سنگ دل جاہل وحشی قوم عرب کو تھوڑے عرصہ میں اپنا سچا جان نثار بنا لیتے ہیں۔ موسیٰ کے ہمراہی بنی اسرائیل اور عیسیٰ کے حوارین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے مقابلہ کرو۔ موسیٰ سے بنی اسرائیل نے یوں کہا تھا۔

اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ (پ ۶ سورہ مائدہ)

(تم اور تمھارا پروردگار جاؤ اور (ان لوگوں) سے لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں)۔

اور آپ کے اصحاب یوں کہہ رہے ہیں:-

اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا وَاِنَّا مَعَكُمَا لَقَاتِلُوْنَ ط

(تم اور تمھارا پروردگار جاؤ اور (کافروں سے) لڑو اور ہم بھی تمھاری معیت میں ان سے جنگ کریں گے)

حضرت عیسیٰ کے حوارین نے بخوف جان روپوشی اختیار کی اور آپ کو دار پر چڑھنے دیا۔

بقول آپ ہی کے امتیوں کے ۱۲

اور آنحضرت صلعم کے فدائی اصحاب کا یہ حال کوئی ملت بیضائے مصطفوی کی اشاعت کی غرض اپنا کل مال ومنال لیا ہوا حاضر ہے۔ کوئی بات بات پر آپکے دشمنوں سے مقابل ہونے اور آپ پر جان قربان کرنے دل وجان سے تیار کوئی چاہنے والا غلامی کی مصیبت میں گرفتار اور بعض آپ کی محبت کے باعث تکلیف مالا یطاق میں مبتلا مگر درد وغم سہتا جاتا ہے اور آپ کی محبت کا دعویٰ علانیہ کرتا جاتا ہے۔ کوئی فارس سے تو کوئی ملک شام سے آپ کا گردیدہ ہو ہو کر حاضر خدمت ہوتا ہے۔ سینکڑوں ہیں کہ آپکے قتل کے ارادے سے آتے ہیں اور اپنی ہی جان آپ پر قربان کرنے تیار ہو جاتے ہیں۔ ہمارے اس دعوے کی تاریخ گواہ ہے اور غیر مذہب والے مورخین بھی ہمارے ہمنوا نصرت غیبی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو تعلق تھا ظاہر ہو۔

دنیا میں سب سے سرکش اور اشد قوم پر تھوڑے ہی عرصہ میں باوجود تنہائی وبیکسی ہر طرح غالب ہونا اور تمام دنیا میں آپ کی حقانیت کا اوازہ پھیل جانا نہ صرف روحانی حکومت بلکہ قریب قریب تمام دنیا کی بادشاہت آپ کو اور آپ کے جان نثاروں کو ملنا نصرت غیبی نہیں تو پھر کیا ہے۔

تکمیل شرائع کے متعلق ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں کہ آپ کا دین متین اعلیٰ درجہ کے علوم وعقول رکھنے والے طبائع کے بالکل موافق اور آپ کے تمام اصول جامع ومعتدل ہیں زندہ اعجاز یعنی قرآن پاک اور اس کی انتہائی فصاحت و بلاغت اس کی جامعیت۔ اس کی عدیم المثالی۔ اور اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کے فصحا کا اس کے جیسی ایک سورۃ تک بنالانیسے قاصر رہنا اور باوجود ہزاروں انقلابات کے قرآن مجید کا فقدان اور تحریف وتغیر سے بالکل محفوظ رہنا غرض وہ وہ اوصاف کہ اختصار کے ساتھ بھی انھیں لکھا جائے تو ایک مستقل کتاب ہو خلاصہ یہ کہ دنیا کے کسی مذہب کے پیشوا نے ایسا زندہ معجزہ نہیں چھوڑا۔ اگر ہے تو کوئی مذہب والا پیش کرے یا قرآن پاک کی نظیر پیدا کردے

لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ۔ پ۱۵ س بنی اسرائیل

اگر آدمی اور جنات جمع ہو کر اس بات پر آمادہ ہوں کہ اس قرآن کی طرح کا اور کلام بنالائیں تاہم اس جیسا نہیں (بنا) لا سکتے اگرچہ ان میں سے ایک کی پشتی پر ایک دیگر ہو

قوت تکمیل۔ آپ کی تعلیم نے صحابہ کرام میں جو کمال دینی و دنیوی پیدا کیا وہ محتاج بیان نہیں صحابہ کرام کے کارنامے اپنے آپ نظیر ہیں (دیکھو سیرۃ الفاروق وغیرہ) بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین متین کے پھیلانے میں جو کوششیں صحابہ رضی اللہ عنہم نے کی ہیں اور اس کوشش میں وہ جس قدر کامیاب ہوئے ہیں انبیائے بنی اسرائیل بھی اپنی شریعتوں کے پھیلانے میں ایسے کامیاب شاید ہی ہوئے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت تکمیل نے نہ صرف اپنے مصاحبین کو کامل بنا کر چھوڑا ہی بلکہ اپنے خصائل حمیدہ اور اوصاف ستودہ اور مکمل اقوال و افعال سے آپ نے وہ قابل قدر سرمایہ فراہم کر کے دنیائے دنی سے رحلت فرمائی ہے کہ قیامت تک ہر وہ شخص جو آپکی تعلیم کے موافق عمل کرے گا اور آپ کے قدم بقدم چلے گا بیشک درجہ کمال پر پہنچ سکتا ہے بلکہ مکمل بن سکتا ہے۔ صحابہ کرام خصوصاً خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم پابند احکام اسلام سلاطین اور امت محمدیہ کے اولیائے کاملین و علمائے عاملین کے اعلیٰ کارناموں سے کون شخص ناواقف ہے تبلاؤ کہ دنیا میں کس مذہب کے پیشوا کو یہ قوت تکمیل حاصل ہوئی ہے۔ نہیں کسی کو نہیں۔

متذکرۂ بالا تمام مضمون سے ثابت ہو گیا کہ جو جو خصوصیتیں از روئے عقل انسانی کے فرد کامل اور ہادی اعظم اور خاتم النبیین میں ہونی چاہئیں وہ خصوصیات تمام دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کے کسی پیشوا میں جامعیت کے ساتھ موجود نہیں اگر یہ تمام خصوصیتیں مجموعی طور پائی جاتی ہیں تو صرف مسلمانوں کے پیشوا مذہب اسلام کے بانی

(فداہ اُمی وأبی) حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پائی جاتی ہیں اور بس۔

لہٰذا دین اسلام خاتم ادیان ہے اور نبی اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرد کامل و مکمل خاتم النبیین سید المرسلین ہیں اور یقیناً ہیں۔

دلیل (۱۹) مذہب اسلام جامع دین و دنیا ہے

ہر چیز کی ایک غرض و غایت ہوا کرتی ہے اسی طرح مذہب سے بھی کچھ نہ کچھ مقصود ضرور ہوگا غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مذہب سے خاص غرض یہ ہے کہ انسان اس کے وسیلے ایک ایسے زینے پر پہنچ جائے جس سے اس کو ہر طرح کی فضیلت و خوبی حاصل ہو سکے انسان کے لئے دو ہی مقام ہیں (۱) دنیا (۲) آخرت تو مذہب کا یہ کام ہوگا کہ انسان کو وہ ایسی تعلیم دے کہ دونوں عالم میں یہ بہتر سے بہتر حالت میں رہ سکے پس مذاہب میں وہی مذہب سب سے اعلیٰ و ارفع ہوگا جو انسان میں زیادہ قابلیت اس بات کی پیدا کر سکے کہ وہ دارین میں اعلیٰ مراتب پانے کے قابل ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس خوبی والا مذہب سوائے اسلام کے دوسرا نہیں اس لئے کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے دارین کی بہتری کا راستہ بتایا ہے۔ اسلام صرف ایک دن کی روٹی کے لئے خدائے تعالیٰ سے دعا مانگنے کی تعلیم نہیں دیتا (دیکھو انجیل میں عیسیٰ ؑ کی دعا) بلکہ اسلام جامع دین و دنیا دعا کی تعلیم دیتا ہے (پڑھو) رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً (پ۲ س بقرہ) (اے ہمارے پروردگار تو ہمیں دنیا میں بھی خیر و برکت دے اور آخرت میں بھی خیر و برکت دے) اسلام جوگی یا راہب بنکر تارک الدنیا ہونے کی ترغیب نہیں دیتا کہ۔ لَا رَھْبَانِیَّۃَ فِی الْاِسْلَامِ

(اسلام میں ایسی درویشی نہیں ہے جو نصاریٰ نے اختیار کی)

بلکہ اسلام دین اور دنیا کو ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ٹھہراتا ہے اور دنیا کو دین کا وسیلہ بتلاتا ہے لَیْسَ بِخَیْرِکُمْ مَنْ تَرَکَ دُنْیَاہُ لِاٰخِرَتِہٖ وَلَا اٰخِرَتَہٗ لِدُنْیَاہُ حَتّٰی یُصِیْبَ مِنْھُمَا جَمِیْعًا فَاِنَّ الدُّنْیَا بَلَاغٌ اِلَی الْاٰخِرَۃِ (ابن عساکر من انس)

یعنی تم لوگوں میں ایسا شخص اچھا نہیں ہے جو اپنی آخرت کیلئے دنیا کو اور دنیا کیلئے آخرت کو چھوڑے بلکہ اچھا وہ ہے جو دونوں حاصل کرے۔ کیونکہ دنیا آخرت تک پہنچنے کیلئے زاد راہ ہے

اسلام ہی نے عربوں جیسی سفاک۔ جاہل مفلس۔ مشرک قوم کو اعلیٰ درجہ کے عرفان اور کمال علم و عقل اور دنیا کی بڑی بڑی حکومتوں کا مالک بنا دیا ہے اور نہ صرف انھیں یہ عقیدہ دینداری و خدا پرستی ممتاز کیا ہے بلکہ صاحب مال و جاہ و حشم ہونے میں بھی انھیں بے مثال ثابت کر دیا ہے پس ثابت ہو گیا کہ اسلام انتہائی روحانی و مادی ترقیوں کا ضامن ہے۔

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ اِنْ كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۴ - س آل عمران
(اور ہمت کو نہ ہارو اور رنج مت کرو اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم (سچے) مسلمان ہو۔)

لہٰذا مذہب کی غرض و غایت اسلام ہی سے بوجہ اتم پوری ہو سکتی ہے اور اسی لئے یہ مکمل مذہب ہے اور اس کے ہوتے کسی اور دین کی اور اس مذہب کے بانی کی تشریف فرمائی کے بعد کسی دوسرے بانی مذہب کی ضرورت نہیں لہٰذا بانی اسلام

نبی امی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم

(خاتم النبیین ہیں)

اللّٰھم صلّ وسلم وزد وبارک علیہ

قصہ تمام گشت و بپایان رسید عمر
ما ہمچنان باول وصف تو ماندہ ایم

(تاریخ طبع اول)
۱۲ ربیع المنور سنہ ۱۳۵۵ھ

ننگ امت خاتم النبیین
فقیر محمد حسام الدین فاضل کان اللہ لہ قادری

اطلاع

اس کتاب کے جملہ حقوق محفوظ ہیں کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائیں جسقدر نسخے مطلوب ہوں ذیل کے پتہ سے طلب فرمالیں جس کتاب پر مصنف ممدوح کی قلمی دستخط ہو مسروقہ سمجھی جائیگی

حضرت مصنف مدظلہ کی دیگر تصانیف

مناجات فاضل

فصیح و بلیغ نظم دارین کی بہبودی کے لئے ہر قسم کی دعا۔ قبر و حشر وغیرہ کے حالات حاشیہ پر آیات و احادیث سے تشریح و ثبوت قیمت ۳؍

ضیائے ولادت

لاجواب مسدس ہے (قیمت ۱؍)

ملنے کا پتہ: محلہ پنجہ شاہ بازو سے قدم رسول الحسن حسامیہ از حضرت مصنف مدظلہ